78289 ـ توبہ کے بعد حرام مال میں تصرف کی کیفیت

سوال

میں ایك مالی ادارے میں اکاونٹنٹ ہوں، میرا کام حساب و کتاب اور ٹیکس کی تفصیل بنانا، اور مالی اور ٹیکس کے معاملات میں اپنے کھاتہ داروں کو تجاویز ہے، زیادہ تر ہمارے کھاتہ دار چھوٹے چھوٹے ہوٹلوں کے مالك ہیں، اور کچھ پراپرٹی اور پرائیویٹ کام کے کھاتھ دار بھی ہیں. ہمارے کھاتہ دار ہوٹلوں کے مالك دوسری اشیاء کے ساتھ ساتھ خنزیز کا گوشت بھی فروخت کرتے ہیں، اور ہمارے ساتھ سب لین دین کرنے والے کھاتہ دار سود لین دین کرتے ہیں، اور بعض اوقات مجھے ان کھاتہ داروں کی مالی حالت کے متعلق چارٹ بنانا کر دینا پڑتا ہے اور مجھے یہ پہلے سے علم ہوتا ہے کہ یہ سودی قرض حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جائیگا، تو کیا میرا یہ کام اور ملازمت حلال ہے ؟ اور اگر حلال نہ ہو تو میری اس ملازمت کو ترك کر کے کوئی اور حلال کام کرنے کے بعد میرے پاس پہلی حرام ملازمت سے حاصل کردہ رقم رکھنی جائز ہو گی ؟ اور کیا میرے لیے اس رقم کو کسی اور کام میں لگانا جائز ہے، اور کیا میں اس رقم سے فریضہ حج ادا کر سکتا ہوں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

سودی لین دین کے پیپر وغیرہ لکھنے، اور سودی لین دین کا حساب رکھنے کا کام کرنا، یا اس طرح کا کام جو سودی معاملات میں معاون ہو جائز نہیں ہے؛ کیونکہ اس میں برائی اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں معاونت ہوتی ہے.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اور تم نیکی و بھلائی کے کاموں میں ایك دوسرے کا تعاون کرتے رہو اور برائی و گناہ اور ظلم و زیادتی کے کاموں میں ایك دوسرے کا تعاون مت کرو، اور اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرو یقینا اللہ تعالی سخت سزا دینے والا ہے المآئدة (2).

اس لیے اس ملازمت کو ترك کرنا واجب اور ضروری ہے، اور صرف مباح اور جائز کام پر ہی انحصار کرنا چاہیے، اور جو شخص بھی کوئی چیز اللہ تعالی کے لیے ترك کرتا ہے اللہ تعالی اسے اس سے بھی بہتر اور اچھی چیز عطا فرماتا ہے.

آپ سوال نمبر (59864) كے جواب كا مطالعہ ضرور كريں كيونكہ اس ميں سود كى معاونت كرنے كى حرمت بيان كى گئى ہے، چاہے وہ سود كى تفصيل اور اس كے امتعلقات كا پيپر لكھ كر ہى كى جائے.

دوم:

اور جو شخص بھى اللہ تعالى كے ہاں كسى حرام كام سے توبہ كر ليتا ہے اور اس نے اس حرام كام كى بنا پر مال كمايا ہو مثلا: گانے بجانے كى اجرت، رشوت، نجومى كا پيشہ اختيار كر كے، اور جھوٹى گواہى ديكر، اور سود لكھنے كى اجرت اور اس طرح كے دوسرے حرام كاموں كى اجرت، اگر تو اس نے ايسى كمائى سے حاصل ہونے والا مال خرچ كر ديا ہو اور اس كے پاس كچھ نہيں بچا تو اس پر كچھ نہيں، ليكن اگر مال اس كے پاس موجود ہو تو اس كے ليے اس مال كو نيكى و بھلائى كے كاموں ميں خرچ كر كے اس سے چھٹكارا حاصل كرنا ضرورى ہے، ہاں يہ ہے كہ اگر وہ محتاج اور ضرورتمند ہو تو وہ اس مال سے بقدر ضرروت رقم لے سكتا ہے، اور باقى مال سے چھٹكارا حاصل كرلے، اور اسے اس مال سے حج كرنا جائز نہيں؛ كيونكہ اللہ سبحانہ وتعالى پاك ہے اور وہ پاكيزہ چيز ہى قبول فرماتا ہے.

ابن قيم رحمہ اللہ تعالى عنہ كہتے ہيں:

" جب اسے كوئى غير حرام معاوضہ دے اور وہ عوض كو اپنے قبضہ ميں بھى كر لے مثلا زانى عورت، يا گانے بجانے والا، اور شراب فروخت كرنے والا، اور جھوٹى گواہى دينے والا، يا اس طرح كا كوئى اور شخص پھر وہ توبہ كر لے اور وہ معاوضہ اس كے پاس ہى ہو تو ايك گروہ كا قول ہے كہ:

وہ اسے اس كے مالك كو واپس كر دے؛ اس ليے كہ وہ بعينہ اس كا مال ہے اور اس شخص نے اسے شارع كے حكم سے اپنے قبضہ ميں نہيں كيا، اور نہ ہى اس كے مقابل مالك نے كوئى مباح اور جائز فائدہ اٹھايا ہے.

اور ايك گروہ كا قول يہ ہے كہ: بلكہ اسے صدق دل كے ساتھ اس سے توبہ كرنا ہوگى، اور وہ يہ مال اس شخص كو واپس نہ كرے جس سے اس نے ليا تھا، اور شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ نے بھى يہى قول اختيار كيا ہے اور ان دونوں اقوال ميں صحيح بھى يہى ہے... " انتہى.

ديكھيں: مدارج السالكين (1 / 389).

ابن قيم رحمہ اللہ نے اس مسئلہ كو " زاد المعاد " ميں شرح و بسط كے ساتھ بيان كيا اور يہ فيصلہ كيا ہے كہ اس مال سے چھٹكارا پانے اور توبہ كى تكميل اس طرح ہو گى كہ:

" وہ اس مال كو صدقہ كر دے، اور اگر وہ اس مال اور رقم كا خود محتاج ہو تو وہ بقدر ضرورت ركھ سكتا ہے اور

باقی رقم کو صدقہ کر دے " انتہی.

دیکھیں: زاد المعاد (5 / 778).

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اگر یہ فاحشہ عورت اور یہ شراب فروخت کرنے والا توبہ کرلے اور یہ فقراء ہیں تو بقدر ضرورت اس مال سے انہیں دینا جائز ہے، اور اگر وہ تجارت کرنے یا کوئی ہنر والا کام کر سکتا ہو مثلا اون کا دھاگہ بنا سکتا ہو، یا بنائی کر سکتا ہو، تو اسے اس کام کے لیے راس المال دیا جائیگا " انتہی.

دیکھیں: مجموع الفتاوی الکبری (29 / 308).

اس مسئلہ کی تفصیل ڈاکٹر عبد اللہ بن محمد السعیدی کی کتاب " الربا فی المعاملات المصرفیۃ المعاصرۃ " (2 / 779 ـ 874) میں دیکھی جا سکتی ہے.

سوم:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی مندرجہ بالا کلام سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ: حرام کمائی سے توبہ کرنے والا شخص اگر تو محتاج ہے تو وہ اس مال سے بقدر ضرورت لے سکتا ہے، اور وہ اس میں سے کچھ رقم جو تجارت یا صنعت کے لیے راس المال ہو لے سکتا ہے، اور پھر جو رقم اس کی رقم سے زیادہ ہو وہ اسے صدقہ کر دے.

چہارم:

اس لیے کہ آپ کے کام میں کچھ تو مباح اور جائز ہے، اور کچھ حرام تو آپ اس میں حرام کا اندازہ لگائیں کہ اس میں حرام کا تناسب کیا ہے، اور اس تناسب کے حساب سے اپنے پاس موجود مال سے چھٹکارا اور خلاصی حاصل کر لیں؛ اور اگر آپ کے لیے اندازہ لگانا مشکل ہو تو پھر آپ نصف مال سے چھٹکارا اور خلاصی حاصل کر لیں.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" .... اور اگر مال حرام اور حلال دونوں مخلوط ہوں اور اس میں ہر ایک کا اندازے کا علم بھی نہ ہو تو اسے دو حصے کر لے " انتہی.

دیکھیں: مجموع الفتاوی الکبری (29 / 307).

واللہ اعلم .